حضرت آصفہ بیگم صاحبہؒ کی وفات اور اُن کا ذکر خیر

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ / اپریل ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کی تلاوت کی۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۷﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۸﴾
فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۹﴾ (الرحمٰن: ۲۷-۲۹)

پھر فرمایا:۔

سورۂ رحمٰن کی جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں ایک ایسا عظیم الشان دائمی اعلان کیا گیا ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں اور توحید کا گہرا راز اس میں بیان فرمایا گیا ہے اور خدا کے واحد اور احد ہونے کے باوجود مخلوقات سے اس کے تعلقات کا راز اس میں کھولا گیا ہے۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ ہر وہ چیز جو سطح ارض پر موجود ہے وہ مٹ جائے گی باقی نہیں رہے گی فَانٍ۔ ہلاک ہونے والی ہے وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ تیرے رب کا چہرہ جو جلال اور اکرام والا چہرہ ہے صرف وہی باقی رہے گا لیکن اس آیت کے ترجمہ میں ترجمہ کرنے والوں کو دقت پیش آتی ہے اور اس لئے مختلف ترجمے پیش کیے جاتے ہیں ''خدا کا چہرہ'' سے کیا مراد ہے؟ بعض لوگ اس سے ذات باری تعالیٰ مراد لیتے ہیں اور ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ خدا کی ذات باقی رہے گی اور ہر دوسری چیز مٹ جائے گی بعض یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نگاہیں جس پر پڑیں اور جس کو خدا کا وجــہ نصیب ہو جائے وہ مستثنیٰ ہے وہی باقی رہے گا جسے اللہ کی رضا حاصل ہوگی اور خدا کی رضا باقی رکھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے یہی عارفانہ ترجمہ تفسیر صغیر میں فرمایا

ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہر چیز فانی اور بے معنی اور بے حقیقت ہے اور ان کی بقا کے کوئی معنی نہیں جو بظاہر نظر بھی آئیں وہی چیز باقی ہے جو رب کی رضا کے ساتھ باقی ہے اور رب کی رضا کے ساتھ زندہ ہے۔

اس کے علاوہ اس میں ایک اور بھی راز بیان فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی چیزیں باقی رہتی ہیں تو وہ فی ذاتہٖ باقی نہیں رہ سکتیں۔ اِلَّآ نے یہ استثناء کر کے متوجہ فرمایا کہ ہم خدا کے سوا بھی تو بے انتہا وجود دیکھتے ہیں اور مرنے کے بعد کی زندگی کا ہم سے وعدہ بھی کیا گیا ہے تو کُلُّ مَنۡ عَلَیۡهَا فَانٍ سے کیا صرف یہ مراد ہے کہ ہر چیز اس دنیا سے مٹ کر ایک نئی زندگی میں داخل ہوگی لیکن یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ کی ذات کے ساتھ جس کی وابستگی ہوگی اُسے نئی زندگی ملے گی اور اُسے بقا نصیب ہوگی۔ سوائے اس کے جسے خدا کا وجہ نصیب نہ ہو تو وجہ سے مراد توجہ بھی ہے۔ رحمت شفقت پیار اور محبت کا تعلق یہ ساری باتیں پیار کی توجہ میں داخل ہوتی ہیں۔ پس وَجۡهُ رَبِّكَ کا مطلب یہ ہوگا سوائے ان کے جن کو خدا کے پیار کی توجہ نصیب ہو وہ فنا ہونے والے وجود نہیں ہیں وہ ہمیشہ باقی رکھے جائیں گے۔ پس ان معنوں میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ سب سے اوّل اس آیت سے مراد ہیں اور سب سے اوّل یہ آیت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی پر اطلاق پاتی ہے۔

آج جمعہ کا مبارک دن ہے اور ۲۹ رمضان ہے یہ جمعۃ الوداع کہلاتا ہے اس جمعہ کے آغاز ہی میں یعنی جب جمعرات کا سورج ڈھل گیا اور اسلامی نقطہ نگاہ سے جمعہ کی رات شروع ہوگئی اور جب انگریزی نقطہ نگاہ سے بھی رات کے بارہ بجے ایک دو منٹ اُوپر ہوئے تو اس وقت میری بیوی کو رب کا بلاوا آ گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ اس سے پہلے مَیں نے ان کا ذکر نہیں کیا کرتا تھا اُس کی وجوہات یہ ہیں اوّل یہ کہ مجھے ڈر تھا کہ اگر جذبات پر قابو نہ رہا جماعت جو پہلے ہی نڈھال ہے بالکل ذبح کی حالت کو پہنچ جائے گی۔ **جماعت سے جو میرا تعلق ہے ایسا ہے کہ مَیں جماعت کے دل میں رہتا ہوں اور جماعت میرے دل میں رہتی ہے یہ ایسا تعلق ہے جو خطوں کا محتاج نہیں پیغاموں کا محتاج نہیں کسی کو بتانا نہیں پڑتا کہ اُسے مجھ سے کتنی محبت ہے** یہ ایسے جاری وساری زندہ رشتے ہیں جو وَجۡهُ رَبِّكَ کے طفیل ہمیں نصیب ہوئے ہیں اور وَجۡهُ رَبِّكَ کی یہ علامات ہیں کہ للّٰہی محبتیں اتنی شدت پکڑ جائیں کہ دوسری دنیاوی محبتیں ان کے مقابل پر کوئی حیثیت نہ رکھیں تو ایک تو یہ خوف دامنگیر تھا کہ کہیں میرے جذبات کے غلبہ کے نتیجہ میں وہ احمدی جو پہلے ہی شدت کے ساتھ میرا دکھ

محسوس کر رہے ہیں ان کی حالت غیر نہ ہو جائے۔

دوسرے یہ بات پیش نظر تھی کہ ضرورت ہی کیا ہے وہ جانتے ہیں مَیں جانتا ہوں، اطلاعیں مل رہی ہیں اور سب کو علم ہے کہ کیا صورت حال ہے تیسری ایک وجہ یہ تھی کہ باوجود اس کے کہ بعض رؤیا ایسی ملتی رہیں جن سے یہ خیال گزرتا تھا کہ شاید خدا تعالیٰ کی تقدیر شفا کی صورت میں ظاہر ہو لیکن بعض اور کچھ ایسی علامتیں ساتھ ساتھ جاری رہیں کہ جن کے نتیجہ میں مَیں یقین کے ساتھ جماعت کے سامنے کوئی نظریہ پیش نہیں کر سکتا تھا اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے واضح طور پر وصال کی خبر ملتی تو تب بھی میں جماعت کو کسی نہ کسی رنگ میں تیار کرتا اگر واضح طور پر شفا کی خبر ملتی تو تب بھی میں تیار کرتا اور بتا دیتا کہ خدا نے یہ خوشخبری عطا فرمائی ہے جس طرح اس سے پہلے بتایا گیا اور بڑی شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں وہ نظارہ پورا فرمایا تو اس وقت کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ مثلاً میں آپ کے سامنے اب اس عرصہ کے کچھ واقعات کھول کر بیان کروں گا اس سے کچھ آپ کو اندازہ ہو گا کس گومگو کشمکش کی حالت سے ہم گزرے ہیں۔

لیکن سب سے پہلے میں یہ بتاتا ہوں کہ آپ کی پیدائش ۱۹۳۶ء میں ۲۱/جنوری کو ہوئی اور اس لحاظ سے مجھ سے تقریباً آٹھ برس چھوٹی تھیں اور ہماری شادی ۱۹۵۷ء میں جلسہ سالانہ کے بالکل قریب ہوئی تاریخ تو مجھے یاد نہیں لیکن ۱۷ کا خیال آتا ہے غالباً ۱۷/دسمبر کو ہوئی اور ایک لمبا عرصہ ہمارا اس طرح اکٹھے گزرا کہ باوجود بعض اختلافات کے انہوں نے بڑے صبر کے ساتھ مجھ سے گزارا کیا۔ ذہنی اور معاشرتی اختلافات جو روزمرہ کے رہن سہن کے معیار ہیں ان کے نتیجہ میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہمارے والدین نے ہمیں بچپن میں بہت ہی سادہ حالت میں رکھا اور نہایت غریبانہ حالت میں زندگی بسر ہوئی۔ باوجود اس کے کہ وہ ساری ضرورتیں بھی پوری ہوتی رہیں جو امیروں کے بچوں کو ان معنوں میں نصیب ہوتی ہیں کہ پہاڑوں پر جانا اور شکار وغیرہ دوسرے شوق پورے کرنا تا کہ کسی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بالا ارادہ ہمیں Tough بنانے کی کوشش کی اور سادہ زندگی کی تعلیم جو دوسروں کو دیتے تھے اپنے گھر میں بھی یہی تعلیم عملاً جاری تھی۔ ان کے ہاں معیار زندگی ہمارے ہاں معیار زندگی سے بہت اونچا تھا۔ جب ہمارے گھر آئیں تو ایک واقف زندگی کے ساتھ بیاہی گئیں جس کا روزمرہ کا گزارا بھی بہت معمولی تھا۔ تو بہت تکلیف میں وقت کاٹا

لیکن بڑے ہی صبر کے ساتھ کبھی مطالبے نہیں کئے۔ساری زندگی میں مجھ پر یہ بوجھ نہیں ڈالا وہ لاؤ جو تمہارے پاس نہیں ہے۔مزاج کے اختلاف کی وجہ سے اور دینی پس منظر کے اختلاف کی وجہ سے رفتہ رفتہ بہت توجہ اور پیار کے ساتھ اور سمجھا بجھا کر ان کی تربیت کرنی پڑی شروع میں ان کو جماعت کی خواتین اور جماعت کی تنظیموں سے کوئی ذاتی تعلق نہیں تھا لیکن رفتہ رفتہ اس تعلق کو قائم کیا لیکن اس سے پہلے میں شادی کے استخارہ سے متعلق ایک بات بتادوں۔

قادیان میں ۴۶۔۱۹۴۵ء کی بات ہے کہ جب میں نے ان کے ساتھ شادی کا پیغام دینے کا فیصلہ کیا۔حضرت مصلح موعودؓ کی یہ عادت تھی کہ بیٹوں سے بھی پوچھا کرتے تھے بیٹیوں سے بھی پوچھا کرتے تھے،اپنی مرضی نہیں ٹھونستے تھے لیکن اگر کوئی غلط فیصلہ ہو تو اُسے سمجھا دیا کرتے کہ یہ مناسب نہیں ہے۔اس طرح ایک بہت اعلیٰ پاکیزہ افہام و تفہیم کے ماحول میں سب کے رشتے طے ہوئے۔ تو میں نے جب ان سے شادی کا فیصلہ کرنا تھا اس سے پہلے استخارہ کیا اور رؤیا کی حالت میں یعنی جاگتے ہوئے نہیں بلکہ نیند کی حالت میں الہام ہوا اور اس کے الفاظ یہ تھے کہ ’’تیرے کام کے ساتھ اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔‘‘اس وقت مجھے بڑا تعجب ہوا کہ میرے کون سے کام ہیں؟ وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ خدا تعالیٰ مجھ سے کیا کام لے گا۔اس میں یہ عجیب پیغام تھا کہ عملاً کاموں میں ان کو شرکت کی اتنی توفیق نہیں ملے گی لیکن میرے تعلق کی وجہ سے خدا ان کو میرے کاموں میں شریک فرمادے گا اور ان کو بھی اس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔اس ثواب میں یہ ہمیشہ بڑے صبر اور رضا کے ساتھ حصہ لیتی رہیں اور مجھ سے ان کا جس حد تک تعاون ممکن تھا ہمیشہ کیا لیکن خاص طور پر قادیان کے اس سفر پر میرے دل پر بہت گہرا اثر ہے۔

جانے سے دو تین ہفتے پہلے اچانک ان کی حالت بگڑی ہے اور دراصل وہی وقت تھا جب پتے کا کینسر شروع ہو چکا تھا اور تفصیل سے اس کا علم نہیں تھا۔ڈاکٹروں کا بھی اس طرف ذہن نہیں گیا پتھری سمجھتے رہے اور بعض ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ پہلے یہاں آپریشن کروایا جائے پھر قادیان کا سفر اختیار کیا جائے ورنہ خطرناک ہے۔میرے لئے یہ اس لئے ممکن نہیں تھا کہ اگر میں اُن کو چھوڑتا تو ان کے مزاج کا مجھے علم تھا یہ میری موجودگی کے بغیر دوسرے خیال کرنے والے ہاتھوں میں تسلی نہیں پاسکتی تھیں۔پھر بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ ایلوپیتھی کی دوائیاں کام نہیں کرتیں تو ہومیوپیتھی دینی پڑتی

تھی اور خاص طور پر درد کے دوروں میں وہ بہت زیادہ مددگار ثابت ہوئیں۔ تو میں نے ان کے سامنے یہ معاملہ رکھا کہ میں ٹھہر سکتا ہوں پھر قادیان کا پروگرام کینسل کرنا پڑے گا اور ساری دنیا سے احمدی آرہے ہیں اور ہندوستان کے کونے کونے سے احمدی آرہے ہیں لیکن آپ کا فیصلہ ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ ٹھہریں گی یا جانا چاہیں گی انہوں نے کہا میں جاؤں گی۔ چنانچہ یہ جو قربانی تھی اس نے قادیان کا تاریخی جلسہ ممکن بنا دیا۔ پس ان معنوں میں ہمارے اُن سب کاموں میں شریک ہوگئیں جو نیکی کے کام ہمیں قادیان میں کرنے کی توفیق ملی اور یہ احسان مجھ پر بہت بھاری ہے۔

قادیان کے دنوں میں جب بیماری شدت اختیار کرتی تھی اور درد سے تڑپتی تھیں تو مجھے کہا کرتی تھیں کہ کوئی دوائی دو اور میں بعض دوائیاں دیتا تھا۔ ایلوپیتھی دوائیاں بھی ساتھ جاری تھیں مگر اُن سے پورا آرام نہیں آتا تھا کیونکہ وہ کینسر کے نقطہ نظر سے نہیں دی جارہی تھیں تو اللہ کے فضل سے بعض دفعہ تو چند منٹ کے اندر اندر سکون سے سو جایا کرتی تھیں۔ لیکن یہ بات دل میں جاگزیں ہوگئی تھی کہ میری بیماری بہت گہری ہے اور ڈاکٹروں کو پتا نہیں لگ رہا۔ مجھے کہتی تھیں کہ کینسر تو نہیں ہے۔ تو میں نے پھر جب ایک دفعہ دعا کی تو ایک عجیب رؤیا دیکھی۔ جس کی وجہ سے مجھے تسلی ہوئی لیکن بعد کے حالات سے مجھے پتا چلا کہ اللہ کی خاص شان تھی ایک خاص رنگ میں اس نے تسلی کا اظہار فرمایا لیکن اس کے باوجود تقدیر بدلنے کا کوئی سوال نہیں تھا۔ تقدیر اپنی جگہ قائم رہی۔

ایک رؤیا میں میں نے دیکھا کہ ان کی والدہ امۃ السلام ایک گھر میں کھڑی ہیں اور گھر کا نقشہ اس طرح ہے جس طرح یہ مسجد لمبائی میں ہے اور یہاں تقریباً ۲۔۳ چوتھائی جگہ کے سامنے وہ یوں اس طرف منہ کر کے جدھر سے میں آرہا ہوں کھڑی ہیں اور بائیں ہاتھ ایک نالی سے پار ایک کچن یعنی باورچی خانہ ہے جس میں کوئی کھڑا ہے اور کھانے پکے ہوئے ہیں اور آپا میرا انتظار کرتی ہیں۔ پھر مجھے دیکھ کر خوشی سے کہتی ہیں وہ آگیا ہے اور گھر کی حالت وہ یہ مجھے بتاتی ہیں کہ ساری نالیاں بند ہیں اور کھانا ساتھ تیار ہے لیکن اس طرف نہیں آسکتا اور کوئی نہیں کھا رہا اور کچن میں بالکل ٹھیک اسی طرح کھانا موجود ہے۔ ساتھ یہ کہا کہ ایک دفعہ پہلے بھی اس طرح نالیاں بند ہوئی تھیں۔ جب یہ آیا تو اس نے کوئی چیز چلائی اور آسمان کی طرف اڑ کر پھر کوئی چیز گری اور نالیاں کھل گئیں اب پھر ایسا ہی ہوگا کہ نالیاں کھل جائیں گی۔ تو اس پر صبح اٹھ کر مجھے تاویل یہ سمجھ آئی کہ پہلے جب دل کی بیماری کا حملہ ہوا ہے

تو اس وقت بھی معدہ کسی چیز کو قبول نہیں کرتا تھا اور الٹ دیتا تھا اور ہمیں وجہ سمجھ نہیں آرہی تھی۔ ڈاکٹروں نے ہر قسم کی دوائیں دیں لیکن کارگر ثابت نہیں ہوتی تھیں۔ جب ہسپتال میں داخل کرائی گئیں تو پتا لگا کہ دل کی نالیاں بند ہیں اور نالیاں بند ہونے کی وجہ سے یہ ساری تکلیف تھی۔ چنانچہ ڈاکٹروں نے وہ نالیاں کھولیں اور بعد میں Angioplasty بھی ہوئی لیکن اس وقت تو وقتی طور پر سنبھال لیا اور پھر جب امریکہ لے کر گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ نالیاں کھولنی پڑے گی اور اس وقت مجھے یہ ذہن میں نہیں تھا لیکن جب یہ خواب آئی تو مجھے پہلی دفعہ سے مراد یہی نظر آئی کہ پہلے بھی نالیاں بند تھیں۔ قادیان میں بھی اور دلّی میں بھی کوئی چیز معدہ میں نہیں ٹھہرتی تھی اور الٹی آتی تھی اور بہت تکلیف کی حالت تھی جو بھی کھاتی تھیں وہ الٹ جاتا تھا اس لئے بڑی تیزی سے کمزور ہورہی تھیں تو اس وقت خواب کے باوجود یہ اندازہ نہیں تھا کہ نالیاں بند ہونے سے کیا مراد ہے۔ لیکن جب یہاں آکر ڈاکٹر نے آپریشن کیا اور پتا کی پتھری تشخیص کرتے ہوئے پتھری نکالنے کے لئے آپریشن کیا تو اس نے بغیر آپریشن کے پیٹ بند کر دیا اور مجھے یہ اطلاع بھیجی کہ ان کے معدے کی انتڑیوں کے ساتھ تعلق رکھنے والی نالیاں بند ہیں اور اس وجہ سے کھانا الٹتا ہے، اندر جا ہی نہیں رہا۔ میں نے اس کے متبادل کے طور پر انتڑی کو کاٹ کر معدہ سے براہ راست جوڑ دیا ہے اور نالی کھل گئی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد خدا کے فضل سے یہ سلسلہ جاری رہا پھر جب کیموتھراپی کا وقت آیا تو ڈاکٹروں نے دیکھا کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو بہت ہی زیادہ لمبی بیماری اور تکلیفوں سے متاثر ہو چکی ہیں۔ جگر کا بڑا حصہ کینسر سے کھایا گیا تھا، گردے جواب دے رہے تھے اور خطرہ تھا کہ اگر گردے کی نالیاں بند ہو گئیں تو کسی قسم کی Chemotherapy نہیں کی جاسکتی ہمیں جب انہوں نے بتایا تو میں نے اپنی دوائی بھی شروع کی اور خاص طور پر دعا پر بہت زور دیا تو جب نتیجہ نکلا تو ڈاکٹر Evans کے یہ الفاظ تھے کہ Ducts are open نالیاں کھلی ہیں اور بڑے تعجب کا اظہار کیا کہ یہ نالیاں کس طرح کھل گئیں؟ وہ سمجھتے تھے کہ بند ہو چکی ہونگی۔ جب مَیں نے یہ رویا گھر میں بچیوں کو بتائی تو انہوں نے کہا اس کا کیا مطلب ہے کہ شفا ہو جائے گی؟ مَیں نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے۔ مجھے نالیاں کھلنے تک کا پیغام ہے اور یہ بات تو ہو چکی ہے تو عزیزہ فائزہ نے اپنے طور پر یہی تعبیر کی کہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ابھی فکر کی بات ہے کیونکہ اتنا حصہ پورا ہو گیا ہے اللہ نے بعد میں کوئی خبر دی ہے کہ نہیں میں نے کہا کہ مجھے تو اس

کے متعلق کوئی خبر نہیں ملی۔عزیزہ فائزہ نے ایک اور رؤیا بیان کی جو بالکل واضح تھی اور اس وقت سے پھر باوجود اس کے کہ دعا میں کوئی کمی نہیں کی اور خدا کے فضل سے تو کل قائم رہا ہے لیکن پیغام نظر آ گیا تھا کہ کیا ہے۔انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ عزیزہ نعیمہ کھوکھر جو یہاں لجنہ کی بڑی اچھی کارکن اور بی بی سے خصوصیت سے بہت تعلق رکھنے والی ہیں اور ہمیشہ ہر رنگ میں بہت خدمت کرتی رہیں وہ آئی ہیں اور بی بی فائزہ کو کہتی ہیں کہ آپ نے جلسہ میں نظم پڑھنی ہے اور اس کے لئے میں آپ کو تیاری کرواؤں گی۔تو فائزہ کہتی ہیں کہ مجھے درعدن دو میں اس میں سے نظم پڑھوں گی۔وہ کہتی ہیں نہیں، درعدن سے نہیں پڑھنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک نظم ہے وہ چنی ہوئی ہے ایک عورت آپ کو پڑھ کر سنائے گی اور وہی پڑھنی ہے دوسری کوئی نہیں پڑھنی حالانکہ ان کی عادت تحکم کی بالکل نہیں لیکن فائزہ حیران ہوتی ہے جب وہ عورت نظم پڑھتی ہے تو وہ یہ ہے۔

؎ اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے (درثمین:۱۵۷)

کہتی ہیں اتنی سریلی اور اتنی پر اثر آواز ہے کہ وہ دل میں ڈوب گئی اور سارے وجود پر ایک عجیب قسم کی سکینت طاری ہوگئی باوجود اس کے کہ بظاہر ڈراونی تھی یعنی پیغام موت کا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے سکینت طاری فرما دی تو جب انہوں نے مجھے رؤیا سنائی تو ساری بات بالکل واضح نظر آ رہی تھی۔

بہت سے احمدی دوست ایسی رؤیا بھیجتے رہے ہیں جن میں بظاہر خوشخبری تھی لیکن جن کو رؤیا کی پہچان ہو ان کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس میں کوئی معنی نہیں ہے رؤیا میں جو پیغامات ملا کرتے ہیں وہ تصویری زبان میں ملتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص انداز ہے جو عام نظاروں سے خدا کی بھیجی ہوئی رؤیا کو مختلف کر دیتا ہے چنانچہ اکثر یہ جو رؤیا آتی ہے کہ ہم نے دیکھا بی بی بہت بیمار ہے بہت خطرناک حالت ہے پھر ایک دم اچھی ہو جاتی ہیں یہ اگر کوئی پیغام رکھتی ہیں تو خطرناک پیغام ہے کیونکہ اکثر میرا تجربہ ہے کہ جب کسی بہت خطرناک مریض کے متعلق دکھایا جائے کہ ایک دم اچھا ہو گیا تو اس سے مراد صحت نہیں بلکہ وصال ہوا کرتا ہے۔تو ایسی رؤیا کثرت سے آتی رہیں اور بعض رؤیا ایسی تھیں جن کی رؤیا دیکھنے والوں نے اور تعبیر کی لیکن تعبیر بالکل مختلف تھی۔مثلاً ایک بچی نے مجھے رؤیا بھیجی یا کسی نے

اپنی بیٹی کی رؤیا بھیجی کہ اس نے دیکھا کہ ایک جگہ لجنہ کا اجتماع ہے وہاں ایک غیر احمدی اُٹھ کر یہ اعلان کرتی ہے کہ اشتہار میں اعلان آیا ہے کہ مرزا طاہر احمد کی بیوی فوت ہوگئی ہیں میں اپنی امی سے کہتی ہوں کہ اس نے اس کے نیچے یہ لکھا ہوا نہیں سنایا کہ **الیس اللّٰہ بکاف عبدہ**

کیا اللہ اپنے بندوں کے لئے کافی نہیں ہے؟ اس رؤیا کی بھی عزیزہ فائزہ نے تعبیر سمجھ لی اور یہ سن کر مجھے اشارۃً بات کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے والد کے وصال کی خبر تھی تو آپ کے متعلق **الیس اللّٰہ بکاف عبدہ** تھا جانے والے کے متعلق نہیں تھا اس سے مَیں سمجھ گیا کہ ان کو پیغام مل گیا ہے۔ تو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رؤیا یونہی بیکار ہے یا ہم نے یہ تعبیر کی تھی اور وہ نکلی لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ رؤیا کا علم ایک بڑا گہرا علم ہے اور بہت ہی سائنٹیفک علم ہے اس میں گہرے اندرونی روابط پائے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کلام کی نشانیاں پائی جاتی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے (درثمین: ۶)

اور حقیقت یہ ہے کہ الٰہی پیغامات ایک خاص رنگ رکھتے ہیں اور اُن کی اپنی ایک پہچان ہے۔ مگر علاوہ ازیں بعض دفعہ پیغام الٰہی ہوتا ہے لیکن تعبیر سمجھ نہیں آرہی ہوتی۔ اس میں حکمتیں بھی ہوتی ہیں۔ مجھے اپنی اس رؤیا کی جس میں نالیاں کھلنے تک کی بشارت ہے آگے نہیں تھی، حکمت یہ سمجھ آئی کہ بی بی مجھ سے روزانہ پوچھتی تھیں کہ آپ نے کوئی رؤیا دیکھی اور ہمیشہ کہا کرتی تھیں کہ میں آپ کی دعا سے اچھی ہوں گی۔ اس پر میں بالکل بے بس تھا۔ جب خدا کی طرف سے کوئی واضح بشارت ہی نہیں تھی تو مَیں کیا کہتا اس سے ان کا دل اس بات سے ڈوبتا تھا کہ مجھے کوئی بشارت نہیں ہوئی۔ چنانچہ پھر اس کا علاج مجھے یہ سوجھا کہ یہی رؤیا بار بار بتایا کرتا تھا کہ آپ نے دیکھا نہیں قادیان میں خدا نے مجھے بتایا تھا کہ نالیاں کھل گئیں اب دیکھیں نالیاں ہی کھل رہی ہیں۔ دونوں ڈاکٹروں نے یہی بات کی پہلے ڈاکٹر نے بھی دل کی نالیاں کھلنے کی بات کی اور دوسرے ڈاکٹر نے بھی انتڑیوں وغیرہ کی نالیاں کھلنے کی بات کی گردوں کی نالیاں کھلنے کی بات کی اور معدہ ایک قسم کا باورچی خانہ ساتھ لگا ہوا تھا وہاں بہترین کھانا ہوتا تھا لیکن نالیاں بند ہونے کی وجہ سے دوسری طرف پہنچ نہیں سکتا تھا تو مَیں نے کہا کہ جب یہ ساری

باتیں پوری ہوگئی ہیں تو پھر پریشانی کی کیا وجہ ہے اس رنگ میں میں ان کو ٹالتا رہا لیکن تقریباً دس پندرہ دن کی بات ہے میں نے قرآن کریم کھولنے سے پہلے اس خواہش کا شدید اظہار کیا کہ اے خدا مجھے کچھ تو بتا اور جس آیت پر میری نظر پڑے وہی میرا پیغام ہو تو جس آیت پر نظر پڑی وہ یہ تھی۔ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ اس جنت میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔اس کے پہلے ہے اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ (الحجر:۴۶) کہ جَنّٰتٍ باغات اور چشموں میں ہوں گے۔ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ اس میں تم سلام اور امن کے ساتھ داخل ہو تو وہ پیغام بالکل واضح تھا۔اس سے پھر میرے دل میں ایک بات گڑ گئی اور یہ اس کی بنا پر نہیں بلکہ ویسے ہی مجھے یقین تھا کہ آپ جمعہ کے دن فوت ہوں گی۔پچھلے جمعہ بہت سخت Crises آیا ہے۔چند دن پہلے بالکل ٹھیک ٹھاک تھیں اور جمعہ کو بڑی تیزی سے حالت بگڑی اور اب پھر جمعرات کو تیزی سے حالت بگڑنی شروع ہوئی ہے۔تو جب تک جمعہ نہیں آیا۔اس وقت تک آپ کی حالت سنبھل چکی تھی اور بڑے سکون کے ساتھ بات کرتی تھیں لیکن اس سکون کی بھی ایک وجہ تھی وہ صرف بیماری سے تعلق رکھنے والی بات نہیں تھی بلکہ ایمانیات سے تعلق رکھنے والی بات تھی۔

کچھ عرصہ پہلے Hospital کے ڈاکٹروں نے مجھے یہ پیغام بھیجا کہ آپ نے جو ہمیں کہا تھا کہ Growth کہا کریں تو آپ کے کہنے کی وجہ سے ہم اب تک کینسر کا نام نہیں لے رہے میں نے کہا تھا Growth کہا کریں Growth بھی تو کینسر کی ایک قسم ہے اور جھوٹ بھی کوئی نہیں ہے لیکن لفظ کینسر نہ بولیں اس سے ان کا دل بیٹھے گا اور پہلے ہی نصف دل کام کر رہا ہے۔بیماری بھی اتنی شدید ہے تعاون انہوں نے بڑا اچھا کیا۔عام طور پر اس قسم کی باتوں میں تعاون نہیں کیا کرتے لیکن بہت ہی تعاون کیا لیکن آخر مس ہار پر جو ڈاکٹر ہیں انہوں نے مجھے کہا کہ اب مزید مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتا اب میں کل لازماً بتاؤں گی اس پر مَیں نے کہا کہ وہ جو بتائیں تو پھر مَیں بتاؤں گا اور ان کو میں نے کہا کہ آئندہ اگر آپ سے پوچھیں گی تو آپ بے شک بتائیں لیکن مَیں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ آپ سے کبھی نہیں پوچھیں گی چنانچہ میں نے ان کو آرام سے آہستہ سے سمجھایا میں نے کہا آپ جو غیروں سے پوچھتی ہیں کہ آپ کو کینسر ہے کہ نہیں آپ یہ بتائیں کہ کینسر کوئی ایسی بیماری ہے جسے خدا ٹھیک نہیں کر سکتا اور اگر وہ مارنا چاہے تو وہ کینسر کا ہی محتاج ہے۔نزلے والے بھی مر جاتے ہیں شہد کی

مکھی کاٹے تو وہ اس سے بھی مرجاتے ہیں، چھینک آنے سے مرجاتے ہیں ۔مرنے والے بغیر بہانے کے بھی مرجاتے ہیں تو اللہ کے بلانے کے ہزار لاکھ، کروڑ رستے ہیں اور کینسر کوئی نعوذ باللہ خدا تو نہیں ہے اگر آپ کا پورا ایمان ہے اور آپ یقین رکھتی ہیں کہ خدا ہے اور خدا تعالیٰ میں قدرت ہے تو پھر دعا کریں لیکن کینسر کے اوپر اتنا زور نہ دیں گویا یہ بلا ایسی ہے جس کا کوئی علاج نہیں پھر مَیں نے ان کو سمجھایا کہ دیکھیں آپ کو لاحق بے چینی کی وجہ ہے ۔آپ دعا کرتی ہیں تو دعا کے ساتھ دعا کے قبول نہ ہونے کا تصور ہی نہیں ہے آپ سمجھتی ہیں کہ دعا ضرور اسی رنگ میں قبول ہو جس طرح آپ کر رہی ہیں یا جس طرح لوگ آپ کے لئے کر رہے ہیں میں نے کہا کہ یہ دعا کے اندر نہیں ہے مَیں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ دعا اس طرح کرنی چاہئے کہ پہلے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کریں اور یہ کہہ دیں کہ ہم ہر طرح راضی ہیں، تیری رضا کے مطابق ہمارا دل سو فیصدی راضی رہے گا، مطمئن ہے کوئی شکوہ نہیں اب ہماری التجا ہے کہ ایسا کر دے لیکن وعدہ ہے کہ ایسا نہیں کرے گا تو پھر بھی ہم تیرے ہی ہیں کوئی اور رستہ نہیں ہے۔

پھر میں نے ان کو سمجھایا کہ دیکھیں میں بھی تو جاؤں گا ہم میں سے ہر ایک نے جانا ہے یہ تو ایسی چیز ہے جو اٹل ہے ۔بچوں کے نام لئے گھر جو مہمان ٹھہرئے ہوئے تھے ان کے بارہ میں کہا کہ ان میں سے ہر ایک پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ وہ آخری جان کنی حالت میں بستر پر ہوگا۔میرے بچے بھی ہوں گے ان کی اولادیں بھی ہوں گی پہلے کوئی اس چیز سے بچ گئے تھے جو آپ کو یہ خیال ہے کہ شاید یہ بات ٹل جائے ایک دفعہ یہ کہا کہ مولوی ہنسیں گے مَیں نے کہا کہ جن کی قسمت میں بدبختی ہو ان کا میں کیا علاج کرسکتا ہوں ۔تقدیر الٰہی پر اگر کوئی ہنستا ہے تو اس کی بدبختی ہے لیکن میں یہ دعا نہیں کروں گا کہ مولوی ہنستے ہیں اس لئے خدا یوں کرے مَیں نے جو آپ کو دعا کا طریقہ بتایا ہے وہ یہ ہے اور مجھے تو یہی پسند ہے یہ سنتے سنتے رقت پیدا ہوگئی ۔آہستہ اشارہ سے کہا کہ بس کریں ۔بس بس بہت ہوگئی اور یہ کہا میں خدا سے معافی مانگتی ہوں ۔میں خدا سے معافی مانگتی ہوں میں خدا سے معافی مانگتی ہوں ۔مجھ سے گناہ ہوا غلطی ہوگئی ۔اے خدا! مجھے معاف کر دے آئندہ کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گی ۔کبھی کسی سے ایسے نہیں پوچھوں گی اور اس عہد پر آخری دم تک قائم رہیں یہاں تک کہ Miss Harper نے کل حیرت سے کسی کو کہا کہ عجیب بات ہے جب تک انہوں نے

(میرا کہا انہوں نے) ان سے کوئی بات نہیں کی (اور مجھے نہیں پتا کہ کیا بات کی ہے) سخت بے چین تھیں اور بار بار مجھے پوچھتی تھیں کہ بتائیں کیا بیماری ہے۔ مَیں ٹھیک ہو جاؤں گی کہ نہیں لیکن اس کے بعد ایسا اطمینان ہے کہ بے چینی کا کوئی اظہار نہیں اور بے قراری کا بالکل اظہار نہیں، نہ مجھ سے پوچھا نہ بات کی مجھے ضرورت ہی نہیں پڑی تو اللہ کے فضل سے وہ بات کو سمجھ کر آخری دم تک دعا کے ساتھ اس سلسلہ میں قائم رہیں اور غیر اللہ کی طرف نہیں دیکھا۔ آخر پر یہ حالت تھی کہ بجائے اس کے کہ ہم ان کو تسلی دیتے وہ ہمیں تسلی دیتی تھیں۔ مجھے کہا کہ آپ بس کریں اتنا نہ غم فکر کریں اتنا غم نہ لگائیں۔ میں نے جواب دیا کہ بی آپی میں مجبور ہوں۔ مجھے تو دور کے غم بھی تکلیف دیتے ہیں کوئی کسی کونے میں بیمار ہوم میں بے چین ہو جاتا ہوں۔

پاکستان میں احمدیوں نے میری جان نکالے رکھی ہے کبھی اتنا عذاب میں مبتلا نہیں ہوا جتنا پاکستان سے خبریں آنے پر اور احمدیوں کی تکلیف پر عذاب میں مبتلا ہوتا رہا ہوں تم تو میرے قریب ہو تمہارا تو دکھ میری آنکھوں کے سامنے بالکل پاس ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ میں محسوس نہ کروں ہاں اللہ صبر کی توفیق دیتا ہے۔ میرا حال غم تک ہی ہے میں کوشش کرتا ہوں کہ غیروں پر نہ کھلے لیکن یہ کہو کہ تکلیف نہ ہو میں نے کہا یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ تو پھر اشارے سے کہا ٹھیک ہے میں سمجھ گئی ہوں لیکن بعض دفعہ مجھے یہی کہا کرتیں کہ آپ نے گھبرانا نہیں۔ باوجود اس کے کہ کینسر کی اس بیماری میں شدید تکلیف اور عذاب میں مبتلا ہو کر لوگ مرتے ہیں لیکن کل یہ اللہ کا عجیب احسان تھا کہ آخری وقت میں بڑی ہی پرسکون تھیں۔ مَیں نے کہا میں بچیوں کو بلاتا ہوں بلایا بھی لیکن کہتی تھیں کہ نہیں بلانا' ان کو گھبراہٹ ہوگی۔ میں نے کہا کہ یہ بات میں نہیں مانوں گا ان کا حق ہے۔ میں مجبور ہوں ان کو ضرور بلانا ہے نظر آرہا تھا کہ اب جا رہی ہیں تو بچیاں آئیں ان سب کو یہی کہا کہ گھبرانا نہیں میں ٹھیک ہو جاؤں گی آپ نہ گھبرائیں۔ پھر مجھے کہا کہ آپ جائیں آپ نے روزہ رکھا ہے نماز پر جانا ہے میں نے کہا میں آجاتا ہوں لیکن نہیں آپ نے واپس نہیں آنا۔ میں نے کہا کہ نہیں وہ تو میں نے آنا ہی آنا ہے چنانچہ رات بارہ بجے کے قریب جو اطلاع ملی ہے وہ مبشر کی طرف سے یہی تھی (ڈاکٹر مبشر نے بڑی خدمت کی ہے) کہ اطلاع آئی ہے کہ حالت سخت تشویشناک ہے تو چنانچہ اسی وقت میں بچیوں کو لے کر گیا تو رستے میں عزیزم ڈاکٹر مبشر احمد کا ٹرانسمیشن کے ذریعہ یہ پیغام ملا کہ میں نیچے لفٹ کے

سامنے انتظار کر رہا ہوں۔ میرے ساتھ جو بیٹیاں بیٹھی ہوئی تھیں میں نے انہیں کہا کہ اب تمہیں بات کی سمجھ آ گئی ہے۔ اگر حالت تشویشناک ہوتی تو مبشر بی بی کے بستر کا پہلو چھوڑ کر نہ آتا نیچے جو آ گیا ہے اس لئے اب تم تیار ہو جاؤ اور مجھ سے وعدہ کرو کہ صبر کا نمونہ دکھاؤ گی اور کوئی ایسی حرکت نہیں کرو گی جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو میں نے کہا ہم نے دنیا کو صبر سکھانے ہیں ہم اگر ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس طرح بے چین ہو جائیں اور واویلا شروع کریں تو ٹھیک نہیں ہے اور عجیب بات ہے کہ ان کی والدہ نے بھی کسی کو مخاطب کر کے کہا کہ اب تم واویلا نہ کرنا اور صبر سے کام لینا چنانچہ اللہ کے فضل سے بچیوں نے عظیم الشان نمونہ دکھایا ہے اور پوری وفا کے ساتھ اپنے عہدوں پر قائم ہیں اور آئندہ انشاء اللہ ان کو قائم رکھے گا۔

یہ ان کی بیماری کے مختصر حالات تھے۔ ایک خاص بات جو میرے دل کو بہت بھائی وہ یہ تھی کہ ایک دفعہ میں نے کہا کہ بی بی میں آپ کے لئے بہت دعا کر رہا ہوں آپ کو تصور نہیں کہ کس طرح کر رہا ہوں تو کہتی ہیں صرف میرے لئے نہ کریں۔ ساری دنیا کے بیماروں کے لئے کریں اور بھی تو بیمار ہیں وہ بھی تو دکھوں میں مبتلا ہیں۔ میں نے کہا میں پہلے ہی ان کے لئے دعا کر رہا ہوں اور کبھی ہوا ہی نہیں کہ تمہارے لئے کروں اور توجہ پھیل کر ساری دنیا کے بیماروں تک نہ پہنچے جس جس ملک میں' مختلف Continents میں لوگ تکلیف میں مبتلا ہیں تمہارے دکھ کا فیض دعاؤں کی صورت میں سب کو پہنچ رہا ہے اس پر چہرے پر بڑا اطمینان آیا اور کہا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے اس طرح دعا کیا کریں۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ابتداء سے آپ کا لجنہ وغیرہ سے کوئی تعلق نہ تھا کیونکہ تربیت اور رنگ کی تھی لیکن میرے کاموں میں بہت ہی بوجھ اُٹھایا ہے کیونکہ میرے تعلقات بہت وسیع تھے اور ہر وقت مہمانوں کا آنا جانا لگا رہتا تھا گھروں میں میٹنگز ہونی میرا بے وقت گھر سے باہر نکل جانا، صبح ایک سفر پر روانہ ہوا کہ رات کو آجاؤں گا لیکن وہاں سے آگے بنگال چلا گیا۔ کئی دفعہ دو دو ہفتے بعد تین تین ہفتے بعد لوٹا لیکن کبھی بھی عدم تعاون کا اظہار نہیں کیا یہ شکوہ نہیں کیا کہ آپ یہ مجھ سے کیا کرتے ہیں مجھے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور بتاتے بھی کچھ نہیں۔ میں سلسلہ کے کام کیا کرتا تھا تو بہت سی ایسی باتیں تھیں جن کا گھر میں اشارۃً بھی ذکر نہیں کرتا تھا اس پر یہ شکوہ کبھی کیا کرتی تھیں کہ باقیوں کو پتا ہے آپ مجھ سے ہی راز رکھتے ہیں مجھ سے فلاں نے پوچھا کہ آپ نے فلاں کام کیا فلاں جگہ گئے مجھے

نہیں بتایا۔ میں نے کہا کہ مَیں جماعتی کاموں کو اور گھر کے معاملات کو الگ الگ رکھتا ہوں اور میں نہیں پسند کرتا کہ مجھ پر جو جماعتی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں میں ان کا گھر والوں سے ذکر کروں اس طرح پھر گھروں کے دخل شروع ہو جاتے ہیں اور پھر تبصرے اور بہت سی باتیں شروع ہو جاتی ہیں اس طرح میرے کاموں پر غلط اثر پڑنے کا خطرہ ہے تو اس بات کو ہمیشہ قبول کئے رکھا اور وفات کے دن تک کبھی بھی جماعتی کاموں میں دخل اندازی نہیں کی نہ کوشش کی نہ مجھ سے جستجو کی نہ مشورے دئے اگر مشورے دئے ہیں تو معمولی مثلاً ۴۱ نمبر انگلستان میں مسجد فضل لندن کے پاس جماعت کے گیسٹ ہاؤس کو ٹھیک کرنا ہے، مہمان آتے ہیں اور وہ بہت گندی حالت میں ہیں۔ وہاں جا کر کام بھی کیا لیکن رفتہ رفتہ جماعت کی خواتین سے تعلق بہت بڑھ گیا اور خاص طور پر ہجرت کے بعد بہت وسیع تعلق ہوا۔ آسٹریلیا میں، فجی میں، سنگاپور میں، پھر یورپ کے Continent کے سب ممالک میں، کینیڈا میں، امریکہ میں جہاں جہاں گئیں بہت ہی انکساری کے ساتھ خواتین سے ملتی تھیں اور یہ ایک ایسی خوبی ہے جو فطرتاً ودیعت ہوئی تھی اس میں کوئی تکلف نہیں تھا کبھی بھی اپنے آپ کو کسی معنوں میں بڑا نہیں سمجھا اور ہر ایک سے برابر محبت سے پیار سے ملتی تھیں۔ خاص طور پر انگلستان کی خواتین سے تو بہت ہی تعلق تھا اور کہا کرتی تھیں کہ ان کے بہت ہی احسانات ہیں۔ بہت خدمت کی ہے لیکن یہ تکلیف تھی کہ میں ان سے بیماری کی حالت میں نہیں مل سکتی کیا کروں؟ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا کہ اس حالت میں آ کر لوگ مجھے دیکھیں۔ اس لئے میں اچھی ہوں گی تو پھر ملوں گی پیغام دے دو کہ میرے دل میں قدر ہے میں احسان فراموش نہیں ہوں، میں جوں روکتی ہوں وہ میری مجبوری ہے چنانچہ میں نے جس حد تک بھی مجھ سے ہو سکا لجنہ والیوں کو پیغام بھیجے کہ بی بی کے متعلق وہ غلط تصور نہ کریں۔ **نعوذ باللہ من ذلک** ۔ ایسا آپ سے عدم تعلق کی وجہ سے نہیں بلکہ تعلق کی وجہ سے ہے اور اور بہت چند ایک تھے جن کے ساتھ اتنی بے تکلفی تھی یا بیماری کے دوران ہو گئی۔ جن کو آپ اپنے ساتھ برداشت کر لیتی تھیں اور کہتی تھیں کہ انہی کے سپرد خدمت کرو۔ ان میں ایک کیپٹن بشریٰ نرس، سردار رفیق صاحب کی بیگم ہیں انہوں نے بہت خدمت کی ہے۔ ایک لئیقہ احمد کرائیڈن کی ہیں انہوں نے دن رات خدمت کی ان دونوں کی خدمت بہت سراہتی تھیں۔ اس کے علاوہ اور بھی ایسی خواتین تھیں جن کو خدمت کا موقعہ ملا ہے امۃ القدوس ایاز جو ڈاکٹری کے چوتھے سال میں پڑھ رہی ہیں اور افتخار ایاز صاحب کی بیٹی ہیں

ان سے بہت خوش تھیں۔ایک تو وہ ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے ان کے مرض کو سمجھتی تھیں۔دوسرے ان کا مزاج اتنا دھیما، میٹھا، محبت کرنے والا ہے کہ بہت ہی پیار کے ساتھ ان کو سمجھاتی تھیں۔چنانچہ ان سے بہت خوش رہتی تھیں کئی دفعہ قدوس مجھے بتاتی تھیں کہ آپ پہلے آتے تو حیران ہو جاتے کہ کتنے اچھے موڈ میں مجھ سے باتیں کرتی رہیں اور اپنی پرانی باتیں بتاتی رہیں جو سفر آپ کے ساتھ کئے، یہ وہ سب قصے سناتی رہیں۔ان تین خواتین کو تو بہت ہی غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی ہے۔اس کے علاوہ صبیحہ لون صاحبہ ہیں، نعیمہ کھوکھر صاحبہ ہیں اور سب کو جہاں جہاں موقع ملا خدمت تو انہوں نے کی لیکن مجبوری کی وجہ سے ان کو زیادہ موقع دیا نہیں جاسکا۔

باہر سے جو آئے ہیں ان کو پہلے تو میں بہت روکتا رہا کیونکہ میری طبیعت پر بوجھ پڑتا تھا کہ لوگ آجائیں اور خاص طور پر ان کو اپنی ذہانت کی وجہ سے فوراً پتا لگ جاتا تھا کہ کوئی بات ہوگئی ہے۔جو لوگ آرہے ہیں مگر بہرحال بہنوں بھائیوں کا حق ہے مَیں اس کو روک نہیں سکتا تھا۔چنانچہ بہت مشکل سے ذہنی طور پر تیار کیا اور کہا کہ میں نے روک تو دیا ہے کہ کیا ضرورت ہے آنے کی۔وہ بہت اصرار کر رہے ہیں کہ ہمارا دل ملنے کو چاہتا ہے آپ کیوں روکتے ہیں؟ تو کیا پھر میں اجازت دے دوں؟ شروع میں تو کہتی تھیں کہ اجازت نہ دو لیکن میرے بار بار مختلف طریق سے کہنے پر آخر آمادہ ہو گئیں تو عزیزہ شاہدہ نسیم ان کے بھائی نسیم کی بیوی اور نسیم دونوں آگئے صبیحہ آگئیں جو ان کی بڑی بہن ہیں۔فوزیہ بھی چند دن ہوئے پہنچ گئیں میری بہنوں نے بہت زور دیا مگر میں نے کہا کہ نہیں مناسب نہیں ہے۔آپ لوگ ٹھہریں، اپنی بہنوں کی تو اور بات ہے۔میری بہنیں بھی پہنچنی شروع ہوگئیں تو ان کو خطرہ ہوگا کہ معاملہ بہت زیادہ سنگین ہوگیا ہے لیکن امتہ الجمیل اور باجی امتہ القیوم جو میری بڑی باجی ہیں اور بھائی صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی بیگم ہیں یہ یہاں پہنچ گئی تھیں۔کل ہی پہنچیں اور ملاقات ہوگئی دیکھ لیا یہ ان کا عرصہ حیات اور بیماری کا دور تھا۔

بعض دفعہ تسلی کے لئے میں جو باتیں ڈھونڈتا تھا۔ان میں ایک یہ بات بھی تھی جس کو بڑے ہی جذبہ تشکر کے ساتھ سنا کرتی تھیں میں نے کہا دیکھو! آج دنیا میں ایک مریض ہے جس کے لئے اتنی دعائیں ہو رہی ہیں کہ خدا کی قسم ساری دنیا میں کوئی مریض ایسا نہیں جس کے لئے اتنی دعائیں ہو رہی ہوں۔مشرق سے مغرب تک دنیا ہے مَیں نے کہا کہ مجھے خط ملتے ہیں تم اندازہ نہیں کرسکتی کہ کتنے

تڑپانے والے خط ہیں۔ آدمی حیران ہو جاتا ہے کالے گورے ہر رنگ کے لوگ دور دراز ملکوں میں اس قدر بے قرار ہیں تو خدا نے تمہیں یہ سعادت نصیب کی ہے کہاں سے کہاں تمہیں پہنچا دیا شکر کرو مجھے کہا کہ آپ لاکھ لاکھ شکر کریں۔ مَیں نے کہا کہ ہاں مَیں تو لاکھ لاکھ شکر کرتا ہوں تو آخری دور میں دعاؤں کی طرف، نیک باتوں کی طرف، ذکر الٰہی کی طرف بہت ہی توجہ رہی اور جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے آخری دنوں میں پوری طرح بغیر کسی تردّد کے، بغیر کسی استثناء کے کامل طور پر راضی برضا ہو چکی تھیں اور اپنے آخری وقت کا اندازہ ہو چکا تھا۔

رات جس وقت دم توڑا ہے کوئی تکلیف نہیں تھی۔ باتیں کر رہی تھیں اور یہی اللہ سے میری بہت زیادہ دعا تھی کہ اے خدا! آرام سے اُٹھانا بشریٰ نرس جو ساتھ تھیں انہوں نے کہا کہ باتیں کر رہی تھیں کوئی تکلیف نہیں تھی بڑے سکون میں تھیں تو ایک بات کے بعد دوسری بات نہیں آئی مَیں نے دیکھا تو گھبرا کر باہر گئی ڈاکٹر نے آکر دیکھا تو اس نے کہا کہ یہ تو دم توڑ چکی ہے۔ اس طرح خدا نے اس التجا کو قبول فرما لیا اور بڑے سکون کے ساتھ رخصت ہوئیں۔ ان کی نمازِ جنازہ انشاء اللہ کل اسلام آباد میں ظہر کی نماز کے بعد ہو گی لیکن اس نماز جنازہ کے ساتھ مَیں ایک نمازِ جنازہ غائب بھی شامل کرنا چاہتا ہوں اور وہ ایک ایسی خاتون کی نمازِ جنازہ ہے جن کے متعلق ایک خاص بات محرک ہے۔

ہمارے چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ جو انڈونیشیا میں مستقل طور پر مبلغ فائز ہوئے ہیں ان کی بیگم فاطمہ بیگم صاحبہ کو بھی بی آبی والا کینسر تھا۔ یعنی پتے کا کینسر جو کینسر میں سب سے زیادہ خطرناک سمجھا جاتا ہے۔ یہ بات پیش نظر رکھیں اب جو اصل محرک بنا وہ ایک اور بات ہے وہ یہ ہے کہ حضرت بھائی جانؓ کی بیگم طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ نے مجھے ایک خواب لکھی اور لکھا کہ مَیں اس کی وجہ سے بہت پریشان ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اس دنیا میں کہیں مجھ سے ناراض نہ ہوں کہتی ہیں کہ میں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ وہ آتے ہیں اور میری طرف کوئی توجہ نہیں کرتے اور ایک معمولی سی عام سی لڑکی ہے اس کے ساتھ شادی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ شادی کر کے اس کو لے جاتے ہیں اور اس کے باپ کا نام دوست محمد ہے جب میں نے یہ رؤیا پڑھی تو اسی وقت میں نے آفاقی نظر ڈال کر دیکھا کہ خدا کے نزدیک کون ایسا ہے کہ جس کا اتنا مرتبہ کہ عالم بالا میں خلیفہ ہو اس کے استقبال کے لئے تیاری کر لے اور ویسے دیکھنے میں وہ معمولی سی انسان ہو۔ مَیں نے ان کو تعبیر تو اسی وقت لکھ

دی لیکن جب میں نے نظر ڈالی تو مجھے یہی فاطمہ بیگم نظر آئیں میں نے لکھا کہ فاطمہ بیگم کے وصال کی خبر ہے آپ کے لئے پریشانی کی کوئی خبر نہیں ان کو ملیں اور میری طرف سے عیادت کریں اور سلام پہنچائیں چنانچہ وہ گئیں اور مجھ سے تعجب کا اظہار بھی کیا کہ آپ نے یہ کیسی تعبیر کی ہے اصل بات یہ ہے کہ وہ بہت ہی فدائی اور غیر معمولی صابرہ واقف زندگی عورت تھیں خاوند نے وقف کیا شادی کے ۴۱ سال کے عرصہ میں سے صرف ۱۱ سال اکٹھے رہنا نصیب ہُوا اور ۳۰ سال جدا رہے اور نہایت غربت کی حالت میں زندگی بسر کی شادی کے ۴۱ سال جماعت کے کوارٹروں میں بسر ہوئے ان کی چار بیٹیاں ہیں ان کو پڑھانا اور ان کی دیکھ بھال کی ،شادیاں بھی خود کیں اور خاوند تو الگ دنیا میں بسنے والے انسان تھے ان کا اپنی بیوی اور بچیوں کے سود وزیاں سے گویا کوئی بھی تعلق نہیں تھا اور کلیۃً ذمہ داری انہوں نے پوری کی۔

میری ان سے پہلے وقف جدید میں واقفیت ہوئی میں فارغ ہو کر ہومیو پیتھک کیا کرتا تھا۔ تو کوارٹرز کے اکثر مریض وہاں آتے تھے۔ فاطمہ بیگم بھی اپنی ایک بچی کو لے کر آئیں جن کو الرجی کی بڑی تکلیف تھی۔ غالباً طیبہ چیمہ تھیں یا امتہ الحمید یا بشریٰ یا ثمینہ مجھے اب یاد نہیں ثمینہ تو نہیں تھیں وہ بہت چھوٹی ہیں۔ طیبہ اور امتہ الحمید میں سے کوئی تھیں۔ غالباً طیبہ تھیں وہ بی ایس سی میں یا ایم ایس سی میں پڑھ رہی تھیں۔ سائنس کی سٹوڈنٹ تھیں مَیں نے بہت علاج کیا مگر میرے علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوا لیکن مسلسل آتی تھیں اور کہتی تھیں آپ پر مجھے اعتماد ہے آپ جو بھی ہے علاج کریں۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے پھر کسی اور ذریعہ سے شفا بخش دی۔ اس وقت مَیں نے ان کو قریب سے دیکھا ہے اور اتنی ہی واقفیت ہے۔ بڑی صابرہ شاکرہ کسی قسم کا کوئی تصنع نہیں، کوئی ریاء نہیں بہت سادہ زندگی، سلسلہ کی فدائی۔ دس سال تک صدر لجنہ بھی رہیں۔ اور قرآن کریم پڑھانے کا بہت شوق تھا۔ خود بھی بڑے شوق سے سیکھا۔

دوست محمد کے متعلق مجھے خیال آیا کہ ان کے والد ضرور کوئی صحابی ہوں گے یا کوئی بزرگ ہوں گے ورنہ ان کا نام دوست محمد نہ بتایا جاتا جب تحقیق کی تو پتا چلا کہ ان کے والد چوہدری محمد عبداللہ صاحب جو قلعہ صوبہ سنگھ سیالکوٹ کے رہنے والے تھے انہوں نے ۱۴ سال کی عمر میں ۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کی اور وہ صحابی تھے اور بہت ہی فدائی اور عاشق انسان

تھے۔زندگی کا اکثر حصہ وہی جماعت کے امیر رہے اور گھٹیالیاں کالج بنانے میں بھی انہوں نے بڑی محنت کی ۔یہ اس دور کے لوگ ہیں جن میں پٹواریوں میں ولی پیدا ہونا بہت شاذ کی بات ہوا کرتی تھی۔لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ پٹوار خانوں سے اولیاء پیدا کر دیئے۔ان کی بھی چار بیٹیاں تھیں اور فاطمہ بیگم کی بھی چار بیٹیاں اور میری بھی چار بیٹیاں توجب مَیں نے غور کیا تو یہ سارا تعلق قریب آ گیا اور بیماری بھی وہی تھی۔ان کے کوائف وغیرہ پہلے مل چکے تھے۔مگر چونکہ مجھے بعض رؤیا وغیرہ کی وجہ سے اور جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا ہے۔ اُدۡخُلُوۡهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيۡنَ (الحجر:۴۷) کی خوشخبری سے دل میں یقین تھا کہ اب دن قریب ہیں اس لئے مَیں نے سوچا کہ ان کا جنازہ بھی بی آپی کے جنازے کے ساتھ ہی پڑھاؤں گا۔

ایک جنازہ حاضر اور ایک جنازہ غائب اور ساتھ واقفین کو یہ تلقین کرنے کا بہانہ بھی ہاتھ آ جائے گا کہ اس کو وقف کہتے ہیں خاوند نے وقف کیا اور کامل وفا کے ساتھ بیوی نے اپنی زندگی کی ساری جوانی دین کے حضور پیش کر دی اور سارے دکھ خود اٹھائے اور خاوند کو بے فکر کر کے دین کے لئے چھوڑ دیا۔اس کے برعکس آج کے زمانہ میں ایسے واقفین ہیں کہ جب وہ باہر آتے ہیں اور جماعت کے صدقے ان کو مقامی نیشنلٹی نظر آنے لگتی ہے تو آنکھیں پھیر لیتے ہیں اور اس میں بڑی حد تک بیویاں ذمہ دار ہوتی ہیں۔اپنے خاوندوں کو کہتی ہیں کہ اب کیا ضرورت ہے بس ٹھیک ہے۔اپنی نیشنلٹی لو اور وظیفے لو۔اپنے بچوں کو یہاں تعلیم دلاؤ جماعت میں کیا رکھا ہے۔اگر نہیں بھی کہتیں تو عملاً یہی ہے۔مجھے تحریک جدید کی طرف سے بعض لوگوں نے یہ متنبہ کیا ہے۔آپ اس معاملہ میں بہت زیادہ سہولت دئے رہے ہیں ۔بہت زیادہ نرمی کر رہے ہیں ۔واقفین کو ان کی بیگمات کے ساتھ اجازت ہے اور پھر لمبا عرصہ ٹھہرے رہتے ہیں تو اس سے تو خطرہ ہے کہ وہ بھاگ جائیں گے۔مَیں نے ہمیشہ ان کو جواب دیا کہ جو خدا کے ہیں، وہ خدا کے پاس رہیں گے ،اور جو نہیں ہیں وہ بھاگ جائیں گے۔ مجھے ان کو رکھنے کی ضرورت نہیں ہے جو خدا کا ہے وہ نہیں بھاگ سکتا اس کا آخری سانس خدا کے قدموں میں ہوتا ہے اور وفا کے ساتھ وہ خدمتِ دین پر قائم رہتا ہے۔یہ وقف ہوا کرتا ہے تو کئی لوگ ایسے آئے ، چلے گئے وہ سمجھتے ہیں ہم چالاکیاں کر گئے ہیں مگر وَ مَا يَخۡدَعُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَهُمۡ (البقرہ:۱۰) وہ اپنے نفسوں کے خلاف چالاکیاں کر رہے ہیں، دھوکہ دے رہے ہیں تو

اپنے وجودوں کو اپنی اولاد کی زندگیاں برباد کر رہے ہیں، ان کا کچھ بھی نہیں رہا، نہ دین رہا نہ دنیا رہی۔ تو یہ گھاٹا کھانے والے لوگ ہیں۔ وفادار اور کامل وفادار ہی ہے جس کا وقف قبول ہوتا ہے اور اس ضمن میں بیویاں ایک غیر معمولی کردار ادا کر سکتی ہیں اور یہ وہ ہیں جن کے متعلق تاریخ خاموش رہ جاتی ہے۔ تو آپ لوگ متعجب نہ ہوں کہ میں نے آج کیوں خصوصیت سے ان کا ذکر کیا ہے۔ مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ احمدیت کی تاریخ میں کچھ ابواب ہیں جو سیاہی سے کتابوں میں لکھے جا رہے ہیں کچھ ان کے پس منظر میں روشنائی سے لکھے جانے والے ایسے ابواب بھی ہیں جن کو ظاہری آنکھ نہیں دیکھ رہی۔ کتنی قربانی کرنے والی عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے خاوندوں کے بغیر اپنی جوانیاں ڈھال دیں اور زندگی کے آرام تج دیئے۔ اور بڑے صبر کے ساتھ اپنے دکھوں کو اپنی حد تک اپنی چھاتیوں میں محفوظ کئے ہوئے وہ وفا کے ساتھ سلسلہ کی خدمت پر قائم رہیں، عہد بیعت پر قائم رہیں عہد وقف پر نہ صرف قائم رہیں بلکہ خاوندوں کو قائم رکھا اور جب ان میں کمزوری آئی تو اٹھ کھڑی ہوئیں اور کہا خبردار! یہ وہ رستہ ہے جس سے واپسی کا کوئی سوال ہی نہیں تو ان کا بھی تاریخ میں ذکر آنا چاہئے۔

میں نے سوچا کہ اب وقت ہے صرف میری بیوی کا حق نہیں اور واقفین زندگی ہیں جن کی بیویاں ہیں جنہوں نے بڑی بڑی اور بہت زیادہ قربانیاں کی ہیں ان کو بھی حق ہے کہ تاریخ ان کے ناموں کو زندہ رکھے اور ان کے لئے دعائیں کی جائیں۔ صرف مشکل یہ ہوتی ہے کہ عورتوں کے معاملات میں بعض دفعہ جب باقاعدہ کوائف اکٹھے کئے جائیں تو مبالغہ آمیزی' کوئی مقابلے کچھ ریاکاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے مَیں نے ابھی تک ایسا نہیں کہا لیکن دوسرے جن کے علم میں ایسی مخلص خواتین آتی ہیں جو فوت ہو چکی ہوں یا ابھی زندہ ہوں ان کو چاہئے کہ وہ ان کی تاریخ محفوظ کر کے تحریک جدید کو بھجوائیں تا کہ ان کے نام بھی کتابوں میں دعاؤں کی خاطر لکھے جائیں۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے وہ تو کسی ظاہری ذکر کا محتاج نہیں ہے اس کے ہاں تو ان واقفین کی یہ پاک مقدس بیویاں بھی وقف کے طور پر ہی شمار ہوں گی اور ان کا فیض انشاء اللہ ان کی آئندہ نسلوں کو پہنچتا رہے گا۔

اس کے بعد اب میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ بی بی کی طرف سے آپ سب کو سلام کیوں کہ وہ بار بار اظہار تشکر کرتی تھیں کہ جماعت کتنی پیاری ہے اور کتنی دعائیں کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ

انہیں بھی غریقِ رحمت کرے اور ہم سب کا بھی نیک انجام کرے اور ہماری اولادوں کو پوری وفا کے ساتھ دین حق پر قائم رکھے اور خدمت دین کی توفیق صرف یہی نسلیں نہ پائیں بلکہ نسلاً بعد نسلٍ قیامت تک ہماری اولادیں پوری وفا کے ساتھ خدمتِ دین کی توفیق پاتی رہیں۔ آمین

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور نے فرمایا:۔

مجھے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ پاسپورٹ پر تاریخ پیدائش ۲۱/جنوری ۱۹۳۵ء لکھی ہوئی ہے مجھے علم ہے غلطی سے لکھی گئی تھی اور پھر ٹھیک نہیں ہوسکی تو وہی چل رہی ہے مگر اصل تاریخ پیدائش ۱۹۳۶ء رہے کیونکہ میرے پاس جو پہلا پاسپورٹ پڑا ہوا ہے اس پر ۱۹۳۶ء ہی لکھی ہوئی ہے بعد میں کسی وجہ سے غلطی ہوگئی۔